

نماز میں

ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ

تصنیف

مولانا ندیم احمد انصاری

ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا



ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

نماز میں
ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ

تصنیف

مولانا ذیلم احمد انصاری

حفظ القرآن
ڈائریکٹر الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

ناشر

الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن انڈیا

فہرست مضامین

۴	تقریظ	☆
۵	توثیق	☆
۷	پیش لفظ	☆
۹	دعاۓ کلمات	☆
۱۰	عرض مؤلف	☆
۱۱	نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق فقہاء اربعہ کا اختلاف	۱
۱۳	غیر مقلدین کے ہاں رائج قول	۲
۱۳	غیر مقلدین کے دلائل اور ان کا حال	۳
۱۴	صحیح ابن خزیمہ کی حیثیت	۴
۱۴	وائل بن حجرؒ کی روایت کی حقیقت	۵
۱۵	وائل بن حجرؒ کی روایت کی حیثیت	۶
۱۶	شیخ البانی کا اعتراف	۷
۱۷	علامہ ابن قیمؒ کا دعویٰ	۸
۱۷	صحیح حدیثوں پر عمل کرنے والوں کا حال	۹
۱۷	یہ روایت مختلف الفاظ سے وارد ہے	۱۰
۱۸	”فصل لربک وانحر“ سے استدلال	۱۱
۲۰	اس روایت کی حیثیت	۱۲
۲۱	قبیصہ بن ہلبؒ کی روایت	۱۳

۱۴	حضرت طاؤسؒ کی مرسل روایت	۲۶
۱۵	صحیح البخاری کی روایت	۲۷
۱۶	امام بخاریؒ کی روایت	۲۸
۱۷	حنفیہ کے دلائل	۲۹
۱۸	وائل ابن حجرؒ کی روایت	۲۹
۱۹	نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا اخلاقی نبوت میں سے ہے	۳۰
۲۰	حضرت علیؓ کا فرمان	۳۱
۲۱	حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع روایت	۳۳
۲۲	حضرت امام بخاریؒ کا اثر	۳۳
۲۳	ایک اور قابل اعتماد روایت	۳۴
۲۴	ہم نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے اس لیے باندھتے ہیں!	۳۵
۲۵	ابو حنیفہؒ عصر کا فیصلہ	۳۶
۲۶	مسئلہ میں توسع ہے	۳۶
۲۷	عورتوں کے متعلق حکم	۳۷
۲۸	خاتمہ	۳۸
۲۹	مصادر و مراجع	۳۹

تقریظ

حضرت مولانا مفتی محمود عالم صاحب مظاہری مدظلہ

استاذ و مفتی مدرسہ مظاہر علوم سہارنپور (وقف)

باسمہ تعالیٰ

نحمدہ و نصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد:

بندہ نے مولانا ندیم احمد صاحب کا مرتب کردہ رسالہ ”نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ“ چیدہ چیدہ مقامات سے دیکھا۔ دیکھ کر بے حد مسرت ہوئی۔ ماشاء اللہ زیر بحث مسئلہ کو مدلل حوالوں کے ساتھ تحریر کیا گیا ہے اور پیدا ہونے والے تمام سوالات کے دلائل کے ساتھ رد کیا گیا ہے۔ حدیث کی تخریج اور اس پر حکم بھی نقل کیا ہے، جو موصوف کے وسعت مطالعہ کی غمازی کرتا ہے۔ اللہم زد و زد

ممبئی جیسی مصروف زندگی میں، جہاں دنیا کی چمک دمک انسان کو اپنے دام فریب میں لینا چاہتی ہے، ایسے ماحول میں اپنی تمام تر طاقت و توانائی کو ایاء سنت کی خدمت پر لگا دینا، ایک بڑا کارنامہ ہے۔ مولانا موصوف ایک درد مند دل اور فکری احساس رکھتے ہیں اور امت کو صحیح نہج پر دعوت دینے کے لیے برسرِ پیکار رہتے ہیں۔ ماشاء اللہ مختلف عنوانات پر مختلف رسالے وجود میں آچکے ہیں، جن کو اللہ تعالیٰ نے قبولیت سے نوازا ہے۔ اسی سلسلے کی ایک کاوش آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ دل سے دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ اس کو شرف قبولیت عطا فرمائے اور سعادت دارین کا ذریعہ بنائے۔ آمین

العبد محمود عالم

مدرسہ مظاہر علوم (وقف) سہارنپور

نزیل حال ممبئی

توثیق

حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحب فتحپوری مدظلہ

مفتی اعظم مہاراشٹر

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نماز میں ہاتھ باندھنا۔۔۔ اس کا مسنون طریقہ کیا ہے؟ احناف کے یہاں سنت یہ ہے کہ ناف کے نیچے باندھنا چاہیے، شوافع ناف کے اوپر باندھنے کے قائل ہیں، جب کہ امام احمد ابن حنبلؒ سے بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت منقول ہے، بعض ائمہ کے نزدیک ارسال کی بھی گنجائش ہے۔

ائمہ اربعہ اور دوسرے فقہاء، ان میں سے کسی کا بھی قول سینے پر ہاتھ باندھنے کا نہیں ہے۔ یہی وجہ ہے کہ امام ترمذیؒ نے اس سلسلہ کی احادیث اور آثار کو نقل کرنے کے بعد امت کے دو معمول نقل کیے ہیں: ناف کے نیچے اور ناف کے اوپر ہاتھ باندھنے کا۔

ترمذی شریف میں ہے:

ورأى بعضهم أن يضعهما فوق السرة، ورأى بعضهم تحت السرة. (1)
اس سے یہ بھی ظاہر ہے کہ امام ترمذیؒ کی حد تک امت میں سے کسی کا بھی عمل سینے پر ہاتھ باندھنے کا نہیں ہے۔ غیر مقلدین۔۔۔ جنہوں نے سینے پر ہاتھ باندھنے

کے پرچار کو اپنا شعار بنا رکھا ہے، ان کی طرف سے جو روایت پیش کی جاتی ہے، فقہاء و محدثین میں سے کسی نے ان کو قابل ذکر نہیں سمجھا۔ جن کتابوں میں یہ (روایت) درج ہے، ان حضرات نے ان کو پڑھا ضرور، لیکن ان پر کوئی توجہ نہیں دی۔ مؤمل بن اسماعیل: ان روایات کا بنیادی راوی ہے۔ امام بخاریؒ نے بھی اس کو منکر الحدیث لکھا ہے۔ یہ تو دور حاضر کے غیر مقلدین کا جگر ہے کہ ایسی کمزور بنیادوں پر اپنے مسلک کی عمارت تعمیر کر رہے ہیں۔

پیش نظر رسالہ ”نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ“ مولانا ندیم احمد انصاری سلمہ الباری کا مرتب کردہ ہے۔ موصوف نے بڑی عرق ریزی سے کام لیتے ہوئے اسے ترتیب دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر عطا فرمائے۔ یہ رسالہ اس قابل ہے کہ اسے زیادہ سے زیادہ عام کیا جائے۔

حررہ العبد عزیز الرحمن عفی عنہ

۱۶/شوال ۱۴۳۲ھ

پیش لفظ

حضرت مولانا مفتی خالد سیف اللہ رحمانی صاحب مدظلہ

جنرل سکریٹری فقہ اکیڈمی، انڈیا و ناظم العہد العالی الاسلامی، حیدرآباد

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

نماز اہم ترین عبادت ہے، اس کی اہمیت و فضیلت سے کسی (مسلمان) کو انکار نہیں۔ یہ اللہ تعالیٰ سے قربت کا بڑا ذریعہ ہے، اس میں بندہ اپنے رب سے سرگوشی کرتا ہے۔ ظاہر ہے کہ نماز جب مکمل سنن و آداب کی رعایت کے ساتھ ادا کی جائے گی تو اللہ تعالیٰ کے نزدیک زیادہ قبولیت کا باعث ہوگی اور اس سے اللہ تعالیٰ کی زیادہ قربت و خوشنودی حاصل ہوگی، یہی ہر مومن کی تمنا ہوتی ہے اور ہر عبادت کا یہی مقصود بھی۔ یہ بھی ایک حقیقت ہے کہ جو عمل قرآن و حدیث کے مطابق اور اس سے قریب تر ہوگا، وہ عمل زیادہ درست ہوگا؛ اس لئے اس کی کوشش ہونی چاہیے کہ ہمارا (ہر) عمل قرآن و حدیث کے مطابق یا اس سے قریب تر ضرور ہو؛ البتہ بعض مرتبہ ایک عمل کے بارے میں کئی حدیثیں وارد ہوتی ہیں اور ہر ایک حدیث میں اس عمل کی ادائیگی کا طریقہ ایک دوسرے سے تھوڑا مختلف ہوتا ہے، ایسی صورت میں ہمیں سمجھنا چاہئے کہ یہ سب طریقے جو معتبر احادیث سے ثابت ہیں، آپ ﷺ کی سنتیں ہیں، جس طریقہ کو بھی کوئی اپنائے، وہ صواب پر ہے اور وہ اللہ کے یہاں --- انشاء اللہ --- ماجور ہے۔

زیر نظر کتاب ”نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ“ کے اکثر مقامات کو پڑھنے کی سعادت حاصل ہوئی۔ مؤلف نے ماشاء اللہ اچھی تحقیق کی ہے۔ احادیث کی تحقیق

میں سندوں پر بھی کلام کیا ہے، حدیثوں کے حکم کے بارے میں محدثین کے کلام کو نقل کرنے، حوالہ جات کے ذکر کرنے کا بھی اہتمام کیا ہے۔

آخر میں حضرت گنگوہیؒ کے نقطہ نظر کو لکھتے ہوئے مسئلہ میں توسع اختیار کرنے کی دعوت دی ہے، جو مؤلف کے اعتدال و توازن کا مظہر ہے۔ حقیقت یہی ہے کہ حدیث میں سینہ سے لے کر ناف کے نیچے تک ہاتھ باندھنے کا ذکر آیا ہے اور تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ تمام حدیثیں مقبول و معتبر ہیں، ہر ایک حدیث سے استدلال اپنی جگہ درست ہے، ائمہ مجتہدین کے درمیان اولیٰ غیر اولیٰ کا اختلاف ہے اور حنفیہ کی رائے بھی حدیث سے ہم آہنگ اور قرین ادب و احترام ہے، پس جو آدمی جس امام کے قول کو بہتر سمجھ رہا ہے، وہ اس پر عمل کرے اور دوسرے کے عمل کی تغلیط نہ کرے، اس سے انتشار پیدا ہوتا ہے اور نعوذ باللہ اس کا اثر بالواسطہ ناقل حدیث صحابی رسول ﷺ پر ہوتا ہے کہ انھوں نے جس عمل سے متعلق حدیث نقل کی ہے، اس میں خیانت کی ہے، ظاہر ہے کہ ایک صحابی رسول ﷺ کے بارے میں اس طرح کا تصور قائم کرنا سراسر گمراہی ہے؛ بلکہ ایمان سلب ہونے کا خطرہ ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو صلاح کی توفیق دے اور امت میں اختلاف و انتشار برپا کرنے سے حفاظت فرمائے؛ بلکہ اتحاد کا علمبردار بنائے۔ آمین۔ واللہ ہوا المستعان

خالد سیف اللہ رحمانی

۱۷ ربیع الاول ۱۴۳۴ھ

خادم: المعهد العالی الاسلامی حیدر آباد

۳۰ جنوری ۲۰۱۳ء

دعاۓ کلمات

حضرت مولانا مفتی احمد صاحب خانپوری مدظلہ

شیخ الحدیث و صدر مفتی جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل، گجرات

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

حامداً و مصلیاً و مسلماً:

”نماز میں ہاتھ کہا باندھیں جائیں“۔۔۔۔۔ یہ اُن فروعی مسائل میں سے ہے، جس کے متعلق قرنِ اوّل سے اختلاف چلا آ رہا ہے، نیز اختلاف کی حیثیت بھی اولیت و غیر اولیت سے زیادہ نہیں؛ لیکن ایک گروہ۔۔۔۔۔ بزعم خود عامل بالحدیث۔۔۔۔۔ نے چند فروعی مختلف فیہ مسائل کو حق و باطل کا معیار اور اپنی شناخت و علامت بنا دیا ہے، جن میں مذکورہ بالا مسئلہ بھی ہے۔

اس موضوع پر ہر زمانے میں محدثین و فقہاء اور اہل علم حضرات حسب ضرورت مبسوط و مختصر، عربی اردو وغیرہ مختلف زبانوں میں لکھتے چلے آ رہے ہیں۔ اسی سلسلے کی ایک کڑی آپ کے ہاتھوں میں موجود رسالہ ”نماز میں ہاتھ باندھنے کی صحیح جگہ“ بھی ہے، جس کو عزیزم مولوی ندیم احمد سلمہ نے ترتیب دیا ہے اور اس سلسلہ کا ضروری مواد اور اہل تحقیق کی آراء قرینے سے یکجا کر دی ہیں۔ اللہ سبحانہ و تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو بھی بار آور بنائے اور اُن کی سعی کو مشکور فرمائے۔ آمین

العبد احمد خانپوری عفی عنہ

جامعہ اسلامیہ تعلیم الدین ڈابھیل

عرض مؤلف

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

الحمد لله وكفى وسلام على عباده الذين اصطفى، اما بعد!

”نماز کے اندر حالتِ قیام میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟“ اس میں فقہاء کا اختلاف ہے، لیکن ان میں سے کوئی ایک، دوسرے کو برا نہیں کہتا۔ پر افسوس! آج کل ایک ایسے طبقہ نے جنم لیا ہے جو اس قسم کے فروعی مسائل کو ہوا دے کر عوام میں عنسٹا تاثر قائم کرنا چاہتا ہے۔ والی اللہ المشتکی

راقم الحروف سے اس قسم کے مسائل پوچھے جاتے ہیں تو بندہ عامۃً جواب اس طرح دیتا ہے، جس سے اشتعال پیدا نہ ہو اور تمام فقہاء کرام کا وقار باقی رہے۔ ویسے بھی اس طرح کے فروعی مسائل پر گفتگو کرنا؛ بندہ کا مزاج نہیں، لیکن بعض حضرات نے زیرِ ناف ہاتھ باندھنے کے مسئلہ پر دلائل جمع کرنے کا حکم فرمایا، تو ان کے پیہم اصرار پر، بنام خدا کام شروع کیا اور اس کریم ذات کے لطف و کرم سے چند دنوں میں ایک علمی، دینی رسالہ وجود میں آگیا، جو اس وقت آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ رسالہ میں تمام باتیں مدلل ہیں۔ اللہ پاک اسے نافع و مفید بنائے، مؤلف، اس کے والدین محترمین، اعزہ و اقارب، اساتذہ و تلامذہ سب کے لیے ذخیرہ آخرت بنائے، اس رسالہ کو احقاقِ حق کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب العالمین

بندہ ندیم احمد انصاری غفرلہ

خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا

و مدرسہ نور محمدی، ممبئی

بِسْمِ اللَّهِ الرَّحْمَنِ الرَّحِيمِ

نماز میں ہاتھ باندھنے کے متعلق فقہاء اربعہ کا اختلاف

نماز میں ہاتھ باندھنے سے متعلق ائمہ اربعہ کا اختلاف ہے، جس کی تفصیل علامہ جزیریؒ نے اس طرح بیان کی ہے:

حنفیہ کہتے ہیں:

کیفۃ تختلف باختلاف المصلی، فان كان رجلاً فیسن فی حقہ أن یضع باطن کفہ الیمنی علی ظاہر کفہ الیسری ملحقاً بالخنصر والابهام علی الرسغ تحت سرتہ، وان کانت امرأة فیسن لها أن تضع یدیها علی صدرها من غیر تحلیق. (1)

(نماز میں) ہاتھ باندھنے کا طریقہ نماز پڑھنے والے کے اعتبار سے جدا جدا ہے۔ اگر وہ مرد ہے تو ناف کے نیچے اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی پشت پر رکھے اور چھوٹی انگلی اور انگوٹھے کو ملا کر کلائی پر حلقہ بنا لے، اور اگر (نمازی) عورت ہے، تو اسی طرح سینے پر ہاتھ رکھے، لیکن حلقہ نہ بنائے۔

مالکیہ کہتے ہیں:

وضع اليد اليمنى على اليسرى فوق السرة، وتحت الصدر مندوب لا سنة، بشرط أن يقصد المصلى به التسنن۔۔ یعنی اتباع النبی ﷺ فی فعلہ۔۔ فإن فعله قصد ذلك كان مندوباً، أما أن قصد الاعتماد والاتكا فإنه يكره بأى كيفية، وإذا لم يقصد شيئاً بل وضع يديه هكذا بدون أن ينوى التسنن فإنه لا يكره على الظاهر، بل يكون مندوباً أيضاً هذا فى الفرض، أما فى صلاة النفل فإنه يندب هذا الوضع بدون تفصيل. (1)

دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کھانا ف سے اوپر اور سینے سے نیچے مستحب ہے، بشرطیکہ نماز پڑھنے والا سنت پر عمل کرے، یعنی اس کی نیت اتباع سنت نبوی ﷺ کی ہو، اگر یہ ارادہ نہ ہو تو یہ فعل محض مستحب ہوگا۔ لیکن اگر محض ٹیک یا سہارا مقصود ہو تو خواہ کسی طرح بھی ہاتھ رکھا جائے، مکروہ ہوگا۔ اگر ارادہ کچھ بھی نہ تھا، بلکہ یوں ہی اس طرح ہاتھ رکھ لیا، بغیر اس نیت کے کہ سنت کی اتباع ہو۔۔ بظاہر مکروہ نہیں، بلکہ مستحب فعل ہے۔

یہ مسائل فرض نماز کے متعلق ہیں، نفل نماز میں یہ اعمال بغیر کسی تفصیل کے مستحب ہیں۔

شافعیہ کہتے ہیں:

السنة للرجل والمرأة وضع بطن كف اليد اليمنى على ظهر كف اليسرى تحت صدره، وفوق سرتة مما يلي جانبه الأيسر۔ وأما أصابع يده اليمنى فهو مخير بين أن يبسطها فى عرض مفصل اليسرى وبين أن ينشرها فى جهة ساعدها۔ (2)

مرد و عورت دونوں کے لیے سنت طریقہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر سینے سے نیچے اور ناف سے اوپر بائیں جانب مائل کر کے رکھنا ہے اور

دائیں ہاتھ کی انگلیوں کے متعلق اختیار ہے کہ بائیں پہنچے کے جوڑوں پر بچھا دے یا کلائی کے کناروں پر پھیلا دے۔

حنابلہ کہتے ہیں:

السنة للرجل والمرأة أن يضع باطن يده اليمنى على ظهر كف اليسرى. ويجعلهما تحت سرتة. (1)

مرد اور عورت دونوں کے لیے سنت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو بائیں ہاتھ کی پشت پر ناف کے نیچے رکھے۔ (2)

غیر مقلدین کے یہاں رائج قول

غیر مقلدین فرماتے ہیں کہ اس بابت اگرچہ علماء کا اختلاف ہے، لیکن رائج و برحق یہی ہے کہ سینے پر ہاتھ باندھے جائیں اور یہ لوگ چند روایتوں کو اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں۔

غیر مقلدین کے دلائل اور ان کا حال

غیر مقلدین اپنے دلائل میں کہتے ہیں کہ حضرت وائل بن حجر رضی اللہ عنہ کی روایت ہے:

أخبرنا أبو طاهر نا أبو بكر نا أبو موسى نا مؤمل نا سفيان عن عاصم بن كليب عن أبيه عن وائل بن حجر قال: صليت مع رسول الله ﷺ ووضع

(1) الفقه على مذاهب الأربعة: ۱/۱۴۴

(2) انظر للتفصيل: الفقه على مذاهب الأربعة: ۱/۱۴۴، مکمل، المكتبة العصرية، بيروت، المدونة الكبرى: ص ۵۰، مکمل، المجموع: ۱/۶۶۹، نصب الراية: ۱/۳۹۲، فقه الاسلامي وادلتاه: ۲/۸۶۲، تبیین الحقائق: ۱/۲۷۹، هداية: ۱/۵۱، خزنة الفقه: ۶۵، تاتارخانيه: ۱/۳۱۸، مراقی:

یدہ الیمنی علی یدہ الیسری علی صدرہ۔ (۱)

میں نے رسول اللہ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی تو اپنا دایاں ہاتھ، بائیں ہاتھ پر، سینے پر رکھا۔

ان حضرات کے نزدیک یہ روایت سینے پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں سب سے قوی سمجھی جاتی ہے، جیسا کہ ان کی کتاب ”فقہ الحدیث“ میں لکھا ہے:

اس مسئلہ میں سب سے زیادہ صحیح روایت حضرت وائل بن حجرؓ سے مروی ہے، جو کہ صحیح ابن خزیمہ میں ہے اور اس میں ”علی صدرہ“ کے الفاظ ہیں۔ (۲)

صحیح ابن خزیمہ کی حیثیت

جب کہ ابن خزیمہ کی صحیح صرف نام کے اعتبار سے صحیح ہے، اس کی ہر روایت کا صحیح ہونا ضروری نہیں، جیسا کہ علامہ سخاویؒ نے فتح المغیث میں اور شیخ ابوعبدہؒ نے الا جوبۃ الفاضلہ (۱۴۵) میں تفصیل سے بیان کیا ہے۔ (۳)

وائل بن حجرؓ کی روایت کی حقیقت

حضرت وائلؓ کی یہ روایت جس میں ”علی صدرہ“ کے الفاظ ہیں، صرف ابن خزیمہ میں ہے، وہی روایت ابو داؤد: ۱/۱۰۵، باب رفع الیدین، کتاب افتتاح الصلاة میں بھی ہے اور نسائی: ۱/۱۴۱، باب موضع الیمین من الشمال فی الصلاة، کتاب الافتتاح میں بھی ہے، مگر دونوں (ان) میں ”علی صدرہ“ کے

(۱) صحیح ابن خزیمہ، باب: وضع الیمین علی الشمال فی الصلاة قبل افتتاح القراءة، رقم الحدیث:

۴۷۷، نیل الاوطار: ۱۹۳، بیت الافکار الدولیہ، اردن، سبل السلام: ۱۹۳، بیت الدولیہ، الاردن،

نصب الراية: ۱/۳۹۳، مکتبہ دار الایمان، سہارنפור، اعلاء السنن: ۲/۶۸۴، دار الفکر، بیروت

سہ (۲) فقہ الحدیث: ۱/۴۰۶، الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دہلی

(۳) ادلہ کاملہ: ۵۴، شیخ الہند اکیڈمی، دارالعلوم دیوبند

الفاظ نہیں ہیں۔ (۱)

وائل بن حجرؒ کی اس روایت کی حیثیت

مذکورہ روایت کے راوی مؤمل بن اسماعیل ہیں، امام بخاریؒ نے انہیں منکر الحدیث قرار دیا ہے۔

امام ابو حاتم نے کہا ہے:

صدوق شدید فی السنة کثیر الخطأ۔

یہ نقل روایت میں بہت غلطی کرتے ہیں، یعنی کثیر الخطاء ہیں۔

امام ابوزرعہ نے بھی کہا ہے:

فی حدیثہ خطاء کثیر۔

ان کی نقل روایت میں بکثرت غلطی ہوئی ہے۔

قال العثماني عليه السلام: ومؤمل بن اسماعيل مختلف فيه، وثقه بعضهم. وقال أبو حاتم: صدوق شديد في السنة كثير الخطأ۔ وقال البخاري: منكر الحديث. وقال بعضهم: دفن كتبه فكان يحدث من حفظه فكثر خطأه. وقال يعقوب بن سفيان: مؤمل أبو عبد الرحمن شيخ جليل سني سمعت سليمان بن حرب يحسن الشاء عليه، كان مشيختنا يوصون به أن حديثه لا يشبه حديث أصحابه، وقد يجب على أهل العلم أن يمتنعوا عن حديثه فانه يروى المناكير عن ثقات شيوخه وهذا أشد، فلو كانت هذه المناكير عن الضعفاء لكنا نجعل له عذراً۔ وقال الساجي: صدوق كثير الخطأ وله أو هام يطول ذكرها۔ وقال محمد بن نصر المروزي: المؤمل اذا انفرد بحديث وجب أن يتوقف ويتثبت فيه، لأنه كان سيئ الحفظ كثير الغلط اهـ۔

كذا في تهذيب التهذيب مختصراً، فلا يقبل تفرد مؤمل من بين الثقات بزيادة "على صدره" والحاصل هذه۔ (1)

وفي تقريب التهذيب: مؤمل ابن اسماعيل البصري، ابو عبد الرحمن، نزيل مكة: صدوق سيئ الحفظ، من سغار التاسعة، مات سنة ست ومئتين۔

عن عكرمة بن عمار، وشعبة وسفيان، وعنه أحمد، ومؤمل بن اهاب قال أبو حاتم: صدوق شديد في السنة كثير الخطأ، وقيل دفن كتبه وحدث حفظاً فغلط۔ (2)

اسی لیے علامہ ابن حجرؒ نے اس روایت کو ضعیف کہا ہے، چنانچہ فرماتے ہیں:

كذا الك مؤمل ابن اسماعيل في حديثه عن الثوري ضعف۔ (3)

اسی طرح مؤمل بن اسماعیل اپنی حدیث کو ثورئؒ سے نقل کرنے میں ضعیف ہیں۔

شیخ البانی کا اعتراف

حد تو یہ ہے کہ شیخ ناصر الدین البانیؒ نے بھی اس روایت کی تضعیف کی ہے، البتہ برملا اظہار میں کچھ عار محسوس ہوئی تو ساتھ ہی ایک شوشہ بھی ذکر کر دیا کہ یہ حدیث تو مؤمل بن اسماعیل کے باعث ضعیف ہے، لیکن اس مضمون پر دوسرے طرق بھی شاہد ہیں۔

قال الالبانی: اسنادہ ضعیف لأن مؤملاً وهو ابن اسماعيل سيئ الحفظ لكن الحديث صحيح جاء من طرق أخرى بمعناه وفي الوضع على

(1) اعلاء السنن: ۶۸۴/۲-۶۸۵، دار الفکر، بیروت، وانظر الجوهر النقي: ۳۰/۲، دائرة المعارف

الاسلامية، حیدرآباد

(2) تقريب التهذيب: ۶۲۱، بيت الافكار الدولية، الاردن، وانظر آثار السنن مع التعليق الحسن:

۶۲/۱، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(3) فتح الباری: ۲۰۶/۹

الصدر أحادیث تشهد له. (1)

علامہ ابن قیمؒ کا دعویٰ

شیخ ناصر الدین البانیؒ کے اس شوشہ کی حقیقت کا اندازہ کرنے کے لیے علامہ ابن قیمؒ کے اس فرمان کو ملاحظہ فرمائیں، وہ دعویٰ کرتے ہیں:

فی إعلام الموقعین: ولم يقل "على صدره" غير مؤمل بن اسماعيل. (2)
اس حدیث کو نقل کرنے والوں میں مؤمل بن اسماعیل کے علاوہ کسی نے بھی علی صدرہ کے الفاظ نہیں کہے۔

وقال العثماني عنه: ثبت أنه متفرد في ذلك كذا في التعليق

الحسن. (3)

معلوم ہوا وہ اس مضمون کو ذکر کرنے والے اکیلے ہیں۔

صحیح حدیثوں پر عمل کرنے والوں کا حال

آپ نے دیکھا ”صحیح حدیثوں پر عمل کرنے والے“ غیر مقلدوں کے ”سب سے راجح قول“ اور اس کی دلیل کا حال! اب آپ ہی فیصلہ فرمائیں کہ حق کیا ہے اور حق پر کون ہے؟

یہ روایت مختلف الفاظ سے وارد ہے

وائل بن حجرؒ کی روایت کو بزار نے بھی نقل کیا ہے، لیکن اس میں ”علی صدرہ“ کے بجائے ”عند صدرہ“ کے الفاظ ہیں۔

(1) صحيح ابن خزيمة، باب: وضع اليمين على الشمال في الصلاة قبل افتتاح القراءة، الكتاب الاسلامي

(2) ۵۹۷/۲، دار الحديث، القاهرة

(3) اعلاء السنن: ۲/۲۸۴، دار الفكر، بيروت، وانظر التعليق الحسن على آثار السنن: ۱/۶۴، ياسر

علامہ ذہبیؒ فرماتے ہیں:

اس میں ایک راوی محمد بن حجر ہے، جو کہ بہت سی منکر روایات کا راوی ہے، لہٰذا مناکیر۔

الغرض! یہ روایت تین طرح سے منقول ہے، ایک میں توناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کا ذکر ہے، جس کا بیان آگے آ رہا ہے، دوسرے میں مؤمل بن اسماعیل اور تیسرے میں محمد بن حجر جیسے راوی ہیں، پھر اس سے کیونکر استدلال ممکن ہے؟ (۱)

”فصل لربک وانحر“ سے استدلال

سینہ پر ہاتھ باندھنے کے سلسلہ میں ایک روایت یہ پیش کی جاتی ہے کہ {فصل لربک وانحر} کی تفسیر میں حضرت علیؓ اور حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہم سے منقول ہے کہ اس آیت سے سینہ پر ہاتھ باندھنا مراد ہے۔

عن ابن عباس رضی اللہ عنہما قال: وضع یدک الیمنی علی الشمال عند النحر۔

اول تو اس روایت کے ضعیف ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ مفسرین و محدثین نے اس تفسیر پر اعتماد نہیں کیا ہے اور یہ تفسیر اپنے سیاق و سباق سے بھی مطابقت نہیں رکھتی۔
حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ عثمانی فرماتے ہیں:

اس آیت میں {وانحر} کے معنی ”قربانی کرنا“ ہیں۔ بعض لوگوں نے جو اس کے معنی ”نماز میں سینہ پر ہاتھ باندھنے کے“ ائمہ تفسیر کی طرف منسوب کیے ہیں، اس کے متعلق علامہ ابن کثیرؒ نے فرمایا کہ یہ روایت منکر (ناقابل اعتبار) ہے۔ (۲)

(۱) نماز بیمبر: ۱۲۷، فرید بک ڈپو، دہلی

(۲) معارف القرآن: ۸/۸۳۰، کتب خانہ نعیمیہ، دیوبند، نیز دیکھئے: تفسیر ابن کثیر: ۵/۱۱۳، روح

المعانی: ۱۶/۴۴۳، تفسیر مظہری: ۱۲/۳۵۹، گلدستہ تفاسیر: ۷/۲۳، انوار البیان: ۵/۷۰۱

یہ غلطی {وانحر} کو قربانی کے معنی میں نہ لینے کے باعث پیش آئی ہے، جیسا کہ علامہ راغب اصفہانی فرماتے ہیں:

{فصل لربک وانحر} میں خصوصیت سے ان دو ارکان نماز اور قربانی کا ذکر ہے، اس لیے کہ یہ دونوں رکن نہایت ضروری ہیں، اور ہر دین و ملت میں یہ واجب رہے ہیں، البتہ بعض نے کہا ہے کہ یہاں وانحر سے مراد سینہ پر ہاتھ باندھنا ہے۔
کما فی المعجم:

{فصل لربک وانحر: الکوثر: ۲}، ہو حدیث علی مراعاة هذین الرکنین وهما الصلاة ونحر الهدی وأنه لا بد من تعاطیهما، فذلک واجب فی کل دین وفی کل ملة، وقیل أمر بوضع الید علی النحر الخ۔ (1)
علامہ جصاص فرماتے ہیں:

قوله تعالى: {فصل لربک وانحر} قال الحسن: صلاة يوم النحر ونحر البدن۔ وقال عطاء ومجاهد: صل الصبح بجمع وانحر البدن بمنی۔ قال أبو بکر: وهذا التأویل يتضمن معنيين، أحدهما: إيجاب صلاة الأضحی، والثانی: وجوب الأضحیة، وقد ذکرناه فیما سلف۔ وروی حماد بن سلمة عن عاصم الجحدری عن أبيه عن علی {فصل لربک وانحر} قال: وضع الید الیمنی علی الساعد الأیسر ثم وضعه علی صدره۔ وروی أبو الجوزاء عن ابن عباس: {فصل لربک وانحر} قال: وضع الیمین علی الشمال عند النحر فی الصلاة۔ وروی عطاء أنه رفع الیدین فی الصلاة۔ وقال الفراء: ینال استقبال القبلة بنحرک۔

فان قیل: ینال التأویل الأول حدیث البراء بن عازب قال: خرج علينا رسول الله ﷺ يوم الأضحی إلى البقیع، فبدأ فصلی رکعتین، ثم أقبل علينا

بوجہہ وقال: إن أول نسكنا في يومنا هذا أن نبدأ بالصلاة ثم نرجع فنحرم فمن فعل ذلك فقد وافق سنتنا، ومن ذبح قبل ذلك فأنما هو لحم عجله لأهله ليس من النسك في شيء، فسمى صلاة العيد والنحر سنة، فدل على أنه لم يؤمر بهما في الكتاب۔ قيل له: ليس كما ظننت، لأن ما سنة الله وفرضه فجائزه أن نقول هذا سنتنا وهذا فرضنا كما نقول هذا ديننا وإن كان الله فرضه علينا، وتأويل من تأوله على حقيقة نحر البدن أولى لأنه حقيقة اللفظ ولأنه لا يعقل بإطلاق اللفظ غيره، لأن من قال: ”نحر فلان اليوم“ عقل منه نحر البدن ولم يعقل منه وضع اليمين على اليسار، ويدل على أن المراد الأول اتفاق الجميع على أنه لا يضع يده عند النحر۔ وقد روى عن علي وأبي هريرة وضع اليمين على اليسار أسفل السرة، وقد روى عن النبي ﷺ أنه كان يضع يمينه على شماله في الصلاة من وجوه كثيرة. (1)

اس روایت کی حیثیت

قطع نظر مزید تفصیلات کے یہ بھی یاد رکھنے کی چیز ہے کہ سند کے اعتبار سے بھی یہ روایت حد درجہ ضعیف ہے، اس میں ایک راوی روح بن مسیب ہیں؛ ابن حبان نے لکھا ہے:

یروی الموضوعات عن الثقات لا يحل الرواية عنه. (2)
یہ موضوع روایتیں نقل کرتے ہیں۔

اس میں ایک راوی ’عمر و نکر‘ ہیں، ان کے بارے میں علامہ ابن عدیؒ نے کہا:
عمر النکری منکر الحدیث. (3)

(1) أحکام القرآن: ۳/۹۱، دار الفکر، بیروت

(2) میزان الاعتدال: ۳/۹۱، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(3) الجوهر النقی: ۲/۳۰، دائرة المعارف الاسلامیہ، حیدرآباد

علامہ ترکمانی فرماتے ہیں:

فی سندہ اضطراب. (1)

اس کی سند میں اضطراب ہے۔

اس کی سند میں یحییٰ بن ابی طالب بھی ہیں، جن کی بابت موسیٰ بن ہارون فرماتے ہیں:

أشهد أنه يكذب. (2)

میں گواہی دیتا ہوں کہ اس کی عادت جھوٹ بولنے کی تھی۔

امام ابو داؤد رحمہ اللہ نے اس سے نقل کردہ احادیث کو حذف کر دیا۔

و حظ ابو داؤد علی حدیث یحییٰ بن أبی طالب. (3)

قبیصہ بن ہلبؓ کی روایت

وہ تیسری روایت جسے غیر مقلدین اپنے استدلال میں پیش کرتے ہیں، یہ ہے:

حدثنا يحيى بن سعيد، عن سفیان حدثني سماك، عن سماك، عن

قبيصة بن هلب، عن أبيه، قال: رأيت النبي ﷺ ينصرف عن يمينه وعن

يساره، ورأيتَه قال: يضع هذه على صدره.

قبیصہ بن ہلبؓ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں، رسول اللہ ﷺ کو میں نے

دیکھا کہ آپ دائیں طرف اور بائیں طرف متوجہ ہو جاتے تھے اور میں نے آپ

صلی اللہ علیہ وسلم کو اشارہ فرماتے ہوئے دیکھا کہ اس کو اپنے سینے پر رکھے ہوئے ہیں۔

وصف يحيى اليمنى على اليسرى فوق المفصل. قال شعيب:

(1) الجوهر النقي: ۳۰/۲، دائرة المعارف الإسلامية، حیدرآباد

(2) میزان الاعتدال: ۱۹۲/۷، برقم: ۹۵۵۵، دار الکتب العلمیہ، بیروت

(3) میزان الاعتدال: ۱۹۲/۷، دار الکتب العلمیہ، بیروت

صحیح لغیرہ دون قولہ: ”یضع ہذہ علی صدرہ:“ و ہذا اسناد ضعیف۔ (۱)
حدیث کے راوی ابن سعید نے ہذہ علی صدرہ کی وضاحت یوں بیان فرمائی
ہے کہ دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ کی کلائی کے اوپر رکھتے تھے۔

قارئین! ہلب کی روایت میں یضع ہذہ علی صدرہ کا لفظ متعین نہیں۔ اس
روایت میں علی صدرہ (سینہ پر رکھنے) کی زیادتی غیر محفوظ ہے۔ اس میں کاتب
سے تصحیف (غلطی) ہوئی ہے۔ صحیح ہذہ علی ہذہ ہے، یعنی ہاتھ کو ہاتھ پر رکھتے
ہوئے دیکھانہ کہ سینہ پر اور لفظ وصف یحییٰ الیمنی کے الفاظ سے واضح ہے کہ
یمنی نے اپنی طرف سے یمنی کا لفظ بڑھایا ہے، ترمذی وغیرہ میں یہ مضمون اس طرح
وارد ہوا ہے:

قبیصہ بن ہلب اپنے والد سے روایت کرتے ہیں:

حدثنا قتيبة، حدثنا أبو الأحوص عن سماك بن حرب عن قبيصة بن
هلب عن أبيه قال: كان رسول الله ﷺ يوماً منافياً أخذ شماله بيمينه.
رسول اللہ ﷺ ہماری امامت کرتے اور اپنا بائیں ہاتھ دائیں ہاتھ سے
پکڑتے تھے۔

قال: وفي الباب عن وائل بن حجر، و غطفان بن الحارث، وابن عباس،

وابن مسعود، وسهل بن سعد۔ (۲)

اس باب میں وائل بن حجر، غطفان بن حارث، ابن عباس، ابن مسعود اور
سہل بن سعد سے بھی روایت ہے۔

امام ابو عیسیٰ ترمذی فرماتے ہیں:

حديث هلب حديث حسن۔ والعمل على هذا عند أهل العلم من

(۱) مسند احمد بن حنبل، حدیث: ۲۳۱۳، بیت الافکار الدولية، ریاض

(۲) سنن ابن ماجہ، حدیث: ۸۰۶

أصحاب النبي ﷺ والتابعين ومن بعدهم: يرون أن يضع الرجل يمينه على شماله في الصلاة۔ ورأى بعضهم أن يضعهما فوق السرة، ورأى بعضهم أن يضعهما تحت السرة۔ وكل ذلك واسع عندهم۔ واسم هلب: يزيد بن قنافة (الطائي)۔ (1)

ہلب کی مروی حدیث حسن ہے۔ صحابہؓ وتابعینؓ اور ان کے بعد کے اہل علم کا اسی پر عمل ہے کہ دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھا جائے۔ بعض اہل علم کہتے ہیں کہ ہاتھ کو ناف کے اوپر باندھے اور بعض کہتے ہیں کہ ناف کے نیچے باندھے اور یہ سب جائز ہے۔ (اختلاف افضلیت کے لحاظ سے ہے اور یہ بھی قابل غور ہے کہ امام ترمذیؒ نے اپنے زمانے تک، کسی اہل علم کا سینہ پر ہاتھ باندھنا ذکر نہیں کیا۔)

ہلب کا نام یزید بن قنافة طائی ہے۔

دارقطنی میں اس روایت کی سند یہ ہے:

حدثنا أبو محمد بن صاعد، نا يعقوب بن إبراهيم الدورقي، ثنا عبد الرحمن بن مهدي، عن سفيان، نا محمد بن مخلد، نا محمد بن إسماعيل الحساني، نا وكيع، نا سفيان عن سماك، عن قبيصة بن هلب، عن أبيه، قال: رأيت رسول الله ﷺ واضعاً يمينه على شماله في الصلاة۔ (2)

مسند احمد بن حنبل میں ایک دوسری سند یہ ہے:

حدثنا شريك عن سماك عن قبيصة عن أبيه قال: يضع إحدى يديه على الأخرى۔ (3)

ان تمام روایتوں میں علی صدرہ کا اضافہ موجود نہیں، جس سے ظاہر ہے کہ یہ الفاظ ان تمام ثقہ راویوں کی روایت کے خلاف ہیں، لہذا شاذ ہونے کے باعث یہ روایت

(1) سنن الترمذی، باب ماجاء فی وضع اليمين على الشمال في الصلاة، حدیث: ۲۵۲، مکتبۃ الرشید، ریاض

(2) سنن الدارقطنی، حدیث: ۱۰۸۷، مکتبہ دارالایمان، سہارنپور

(3) رقم الحدیث: ۲۲۳۱۶، ۲۲۳۱۵

غیر معتبر ہوگی، اسی لیے علامہ شوق نیوی کی تحقیق یہ ہے کہ روایت کے اصل الفاظ ہذہ علی ہذہ تھے، جسے کاتب نے غلطی سے ہذہ علی صدرہ لکھ دیا۔ اگر ایسا مان لیا جائے تو یحییٰ کی تفسیر اس کے مناسب بھی ہے اور تمام روایتوں کے موافق بھی۔

یہی وجہ ہے کہ مجمع الزوائد للہیثمی وجمع الجوامع للسیوطی اور کنز العمال للمتقی میں بھی یہ روایت اس اضافہ کے ساتھ موجود نہیں ہے، حالانکہ ان حضرات نے مسند احمد کی روایات کو بھی جمع کیا ہے۔

قال العثماني رحمته الله بالتفصيل:

واحتجوا ايضاً بحديث قبيصة بن هلب عن أبيه قال: ”رأيت رسول الله صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم ينصرف عن يمينه وعن يساره، ورأيتہ يضع هذه علی صدره، ووصف يحيى اليمنى علی اليسرى فوق المفصل“ رواه الامام أحمد في مسنده، كما في عون المعبود، وفيه أن تفسیر يحيى لا ينطبق علی لفظ الحديث كما سيأتى۔ قال فی التعليق الحسن: ويقع فی قلبی أن هذا تصحيف من الكتاب والصحيح يضع هذه علی هذه، فيناسبه قوله: ووصف يحيى اليمنى علی اليسرى فوق المفصل، ويوافقه سائر الروایات، ولعل هذا الوجه لم يخرجہ الهيثمی فی مجمع الزوائد، والسيوطی فی جمع الجوامع وعلی المتقی فی كنز العمال، واللہ أعلم بالصواب، اهـ۔

قلت: يؤيد ذلك أن أحمد رواه من طريق سفيان مرة وفيه: رأيت النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضعاً يمينه علی شماله فی الصلاة، اهـ۔ ورواه من طريق شريك مرة ولفظه: رأيت يضع إحدى يديه علی الأخرى، اهـ۔ ورواه عنه كذلك ناثياً، وروی الدارقطني من طريق عبد الرحمن بن مهدي ووكيع عن سفيان، عن سماك بن حرب، عن قبيصة هلب عن أبيه قال: رأيت النبي صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم واضعاً يمينه علی شماله فی الصلاة، اهـ۔ ليس فيه ”علی

صدرہ“ وأخرج الترمذی وابن ماجه (وأحمد) من طریق أبي الأحوص، عن سماك بن حرب، عن قبيصة، عن أبيه قال: كان رسول الله ﷺ يؤمننا فيأخذ شماله بيمينه۔ ۱۵

”التعليق الحسن“ وليس فيه: على صدره أيضاً، فهذه قرينة ترجيح ما قاله العلامة النيموى من احتمال التصحيف فيه، ولعمري أن تفسير يحيى يقتضى أن لفظ الحديث فى الاصل ”يضع هذه على هذه“ كما لا يخفى على من له ذوق باللسان۔ (1)

غیر مقلدین کی پیش کردہ روایت میں سماک بن حرب نے تفرد اختیار کیا ہے اور اس کو بہت سے محدثین نے ضعیف قرار دیا ہے۔ امام نسائی رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ سماک جب تفرد اختیار کرے تو اس کی روایت دلیل نہیں بن سکتی اور دوسری بات یہ کہ اس روایت کی سند میں حضرت سفیان ثوری ہیں، لیکن اگر یہ روایت قابل استدلال ہوتی تو وہ خود بھی اس پر عمل کرتے، جبکہ وہ بھی ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کے قائل ہیں۔ (2)

قال النيموى رحمہ اللہ: قلت: سماك بن حرب لينه غير واحد، قال صاحب المشكاة فى الاكمال: هو ثقة ساء حفظه وضعفه ابن المبارك وشعبة وغيرهما۔ وقال الذهبى فى الميزان: روى ابن المبارك عن سفیان أنه ضعيف، وقال أحمد: مضطرب الحديث، وقال صالح: جزرة يضعف، وقال النسائي: إذا تفرد باضل لم يكن حجة لأنه كان يلحق فيتلحق، ۱۵۔ وقال الحافظ ابن حجر فى التقریب: صدوق وروايته عن عكرمة خاصة مضطربة، وقد تغير بآخره فكان ربما يلحق ۱۵۔ قلت: هذه الرواية من طريق سفیان قال المزی فى تهذيب الكمال: ومن سمع قديماً من سماك مثل

(1) اعلاء السنن: ۲/۲۸۵، دار الفكر، بيروت، وانظر التعليق الحسن: ۱/۲۷۸-۲۸، ياسر نديم ايند

شعبة وسفيان فحديثهم عنه مستقيم. (1)

حضرت طاؤس کی مرسل روایت

چوتھی روایت جس کو نام نہاد اہل حدیث اپنی دلیل میں پیش کرتے ہیں، حضرت طاؤس کی یہ مرسل روایت ہے:

كان رسول الله ﷺ يضع يده اليمنى على يده اليسرى، ثم يشبك بهما على صدره، وهو في الصلاة. (2)

رسول اللہ ﷺ اپنے دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر رکھتے تھے، پھر اس کو اسی طرح سینہ پر باندھ لیتے تھے، حال یہ کہ آپ نماز میں ہوتے تھے۔

اس کا جواب یہ ہے کہ یہ روایت ان کے استدلال کے قابل ہی نہیں، کیونکہ یہ مرسل روایت ہے، اور مرسل روایت غیر مقلدین کے یہاں قابل حجت نہیں۔ پھر اس کو دلیل میں پیش کرنا کیسے درست ہو سکتا ہے؟ ان کے ہاں تو صرف صحیح حدیث ہی کی مانگ ہے۔

ان کی کتاب ”فقہ الحدیث“ میں ”مرسل“ کی تعریف میں کہا گیا ہے:

ضعیف حدیث کی وہ قسم، جس میں کوئی تابعی، صحابی کے واسطے کے بغیر رسول

اللہ ﷺ سے روایت کرے۔۔۔ مرسل کہلاتی ہے۔ (3)

دوسرا جواب یہ ہے کہ اس روایت کی سند ضعیف ہے، کیونکہ اس میں ایک راوی

سلیمان بن موسیٰ الاموی ہیں، جن کے متعلق امام بخاری فرماتے ہیں:

عنده من اكبر. (4)

ان کے پاس منکر حدیثیں ہیں۔

(1) التعليق الحسن: ۶۸-۶۹، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(2) مراسیل ابی داؤد: ۶، مع سنن ابی داؤد، مکتبہ دار السلام، سہانפור

(3) فقہ الحدیث: ۵۰/۱، الکتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دہلی

(4) تقریب التہذیب: ۲۲۵

امام نسائی فرماتے ہیں:

لیس بالقوی (فی الحدیث)۔ (1)

وہ حدیث میں قوی نہیں ہے۔

نیز علامہ شوق نیوی فرماتے ہیں:

وفی الباب أحادیث آخر، کلها ضعيفة۔ (2)

اس باب میں اور بھی روایات ہیں، جو تمام ضعیف ہیں۔

صحیح البخاری کی روایت

جب اس طرح بات نہیں بنی تو یہ حضرات صحیح البخاری کی ایک روایت پیش کرتے ہیں اور اس سے ”استنباط واجتہاد“ کرتے ہیں، چلیے اس کا بھی حال دیکھیے:

حضرت سہل بن سعد رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

كان الناس يؤمرون أن يضع الرجل اليد اليمنى على ذراعه اليسرى

فی الصلاة۔ (3)

لوگوں کو حکم دیا جاتا تھا کہ آدمی نماز میں دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں بازو پر رکھے۔

اب ان حضرات کا ”اجتہاد“ بھی ملاحظہ فرمائیے:

”واضح رہے کہ جب بائیں بازو (یعنی ذراع) پر دایاں ہاتھ رکھا جائے گا تو

دونوں ہاتھ خود بخود سینے پر آجائیں گے۔“ (4)

یہاں لفظ ”ذراع“ کے معنی کی بھی وضاحت مناسب ہے کہ لغت میں کہنی سے

(1) تقریب التہذیب: ۲۲۵

(2) ص: ۶۸-۶۹، یاسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(3) صحیح البخاری، حدیث: ۷۴۰، مکتبۃ الرشید، ریاض

(4) فقہ الحدیث: ۱/۵۴۰، کتاب انٹرنیشنل، جامعہ نگر، نئی دہلی

لے کر درمیانی انگلی کے سرے تک کا حصہ ”ذراع“ کہلاتا ہے۔ (۱)

اس کے بعد قارئین خود ہی تجربہ کر کے دیکھ لیں کہ دایاں ہاتھ بائیں بازو پر ہونے کی صورت میں ہاتھ سینے سے نیچے جاسکیں گے یا نہیں؟

امام بخاری کا مقصد

اس حدیث سے امام بخاریؒ کا مقصد یہ بیان کرنا ہے کہ تحریمہ کے وقت جو رفع یدین کیا گیا تھا اس کے بعد کیا عمل کرنا چاہیے؟ ارسال یا وضع؟ امام بخاریؒ بتلا رہے ہیں کہ ہاتھ باندھ کر کھڑا ہونا چاہیے کہ یہی ثابت ہے اور یہی ادب و تواضع کا طریقہ ہے۔ اس لیے کہ آپ احکم الحاکمین کے حضور عبدیت کا ثبوت دینے کے لیے حاضر ہوئے ہیں، تو وہ طریقہ اختیار کرنا چاہیے جس میں اپنے بے حقیقت ہونے کا سب سے زیادہ اظہار ہو اور دست بستہ کھڑا ہونا اس اظہار کے لیے سب سے بہتر صورت ہے۔ ائمہ ثلاثہ اسی کے قائل ہیں، تفصیل اس کی گذر چکی۔

لیکن یہاں دو مسئلے اور ہیں: ایک یہ کہ ہاتھ باندھنے کے بعد ان کے رکھنے کی جگہ کیا ہے؟ ناف کے نیچے یا ناف کے اوپر یا سینہ پر؟ دوسرے یہ کہ کیفیت وضع کیا ہونی چاہیے اور داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر کس طرح رکھنا چاہیے؟

امام بخاریؒ نے ان دونوں مسئلوں کے لیے کوئی باب منعقد نہیں کیا اور نہ کوئی صحیح روایت اس طرح کی پیش کی جس سے ان کا رجحان معلوم ہو سکے اور نہ کوئی اشارہ ہی کیا۔ اس سے بظاہر یہی معلوم ہوتا ہے کہ امام بخاریؒ کے یہاں ان مسائل میں توسع ہے کہ ہاتھ تحت السرہ اور فوق السرہ یا سینہ پر کہیں بھی رکھ سکتے ہیں۔ (۲)

(۱) المنجد: ۳۵۱، مکتبہ زکریا، دیوبند، بیان اللسان: ۲۹۴، مکتبہ زکریا، دیوبند، القاموس الوحید:

۵۶۸/۱، کتب خانہ حسینیہ دیوبند، المصباح اللغات: ۲۶۲، مکتبہ برہان، اردو بازار، جامع مسجد، دہلی

(۲) ایضاً: ساح البخاری: ۳۴۲-۳۴۳، مکتبۃ المجاہدین، قاسم المعارف، دیوبند، نصر الباری:

یہاں پھر سے یہ یاد دلانا مناسب ہوگا کہ امام ترمذیؒ بھی اسی وسعت کے قائل ہیں کماذکر، لیکن ان کے الفاظ سے اس بات کی وضاحت ہو جاتی ہے کہ اہل علم تحت السرة یا فوق السرة کے متعلق اختلاف کرتے ہیں، سینہ پر ہاتھ باندھنے کا ان میں سے کوئی بھی قائل نہیں۔

مزید تفصیل آگے آئے گی، انشاء اللہ

حنفیہ کے دلائل

اب احناف کے دلائل تفصیل سے ذکر کرتے ہیں؛ حنفیہ کے یہاں مردوں کے لیے ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا اور عورتوں کے لیے سینہ پر ہاتھ رکھنا سنت ہے۔

وائل بن حجرؒ کی روایت

علقمہ بن وائل بن حجرؒ اپنے والد وائل بن حجرؒ سے روایت کرتے ہیں:

رَأَيْتُ النَّبِيَّ ﷺ يَضَعُ يَمِينَهُ عَلَى شِمَالِهِ فِي الصَّلَاةِ تَحْتَ السَّرَةِ. (1)

میں نے رسول اللہ ﷺ کو دیکھا کہ آپ ﷺ نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھے ہوئے تھے۔

یہ حدیث مصنف ابن ابی شیبہ کے متعدد نسخوں میں ہے۔

قاسم بن قطلوبغا علیہ الرحمہ فرماتے ہیں:

إِنْ هَذَا سَنَدٌ جَيِّدٌ.

یہ سند عمدہ ہے۔

محدث ابوالطیب المدنیؒ فرماتے ہیں:

حَدِيثٌ صَحِيحٌ سَنَدًا وَ مُتَنًا تَقُومُ بِهِ الْحُجَّةُ.

یہ حدیث سند اور متن دونوں کے اعتبار سے صحیح ہے۔
شیخ عابد سندھیؒ طوابع الانوار میں فرماتے ہیں:
رجالہ ثقات۔

اس حدیث کے راوی ثقہ (قابل اعتماد) ہیں۔
الغرض ان تمام محدثین نے اس حدیث کی توثیق کی ہے۔

قال العثماني رحمہ اللہ: قلت رجالہ رجال مسلم، إلا موسى بن عمير وهو
ثقہ من رجال النسائي، وعلقمة بن وائل بن حجر الكوفي من رجال مسلم
ثقة صدوق۔ (1)

حضرت مولانا عبدالحی فرنگی محلی علیہ الرحمہ بھی فرماتے ہیں:
وسندہ جيد، ورواته كلهم ثقات۔ (2)

اس حدیث کی سند عمدہ ہے اور اس کے تمام راوی معتبر ہیں۔

نماز میں زیر ناف ہاتھ باندھنا

اخلاقِ نبوت میں سے ہے

حضرت انسؓ سے مروی ہے:

ثلاث من اخلاق النبوة، تعجيل الإفطار وتأخير السحور ووضع اليد

اليمنى على اليسرى في الصلاة تحت السرة. (3)

(1) اعلاء السنن: ۲/۲۸۶-۲۸۷، آثار السنن مع التعليق الحسن: ۶۹-۷۰، بذل المجهود: ۲/۲۳،

تحفة الاحوذی: ۱/۲۱۴

(2) عمدة الرعاية على شرح الوقاية: ۱/۴۴، ياسر ندیم اینڈ کمپنی، دیوبند

(3) مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۴۲، عمدة القاری: ۵/۲۷۹، معارف السنن: ۲/۴۴، تحفة

الاحوذی: ۲/۷۹

تین چیزیں اخلاقِ نبوت میں سے ہیں: (۱) افطار میں (غروبِ آفتاب کے بعد) جلدی کرنا۔ (۲) سحری میں (صبح صادق سے پہلے پہلے) تاخیر کرنا۔ (۳) نماز میں دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا۔

حضرت علیؓ کا فرمان

حضرت ابو جحیفہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے:

إن علياً رضي الله عنه قال: السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرقة۔ (1)

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے ارشاد فرمایا: نماز میں ہتھیلی کا ہتھیلی (کی پشت) پر ناف کے نیچے رکھنا سنت ہے۔

علامہ ظفر احمد عثمانی نے اس حدیث کو حسن قرار دیا ہے۔

أنظر في إعلاء السنن: قوله: حدثنا محبوب بن محبوب الخ۔ قلت: هذا موقوف في حكم المرفوع كما في تدریب الراوی، والثانی: قول الصحابی ”أمرنا بكذا“ أو ”نهينا عن كذا“ أو ”من السنة كذا“ كقول علي: من السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرقة۔ رواه أبو داؤد في رواية ابن داسة وابن الاعرابی، أو ”أمر بلال أن يشفع الأذان“ وما أشبهه كله مرفوعاً على الصحيح الذي قال الجمهور، اهـ ملخصاً۔ والحديث مذکور فی مسند أحمد ایضاً۔ وقال السيوطی فی خطبة كنز العمال: وكل ما كان في مسند أحمد فهو مقبول، فإن الضعيف الذي فيه يقرب من الحسن، كذا في منتخب كنز العمال، وقال الحافظ ابن حجر في كتابه ”تجريد زوائد مسند البزار“: إذا كان الحديث في مسند أحمد لم يعز إلى غيره من المسانيد، وقال التيمي في زوائد المسند: مسند أحمد

أصح صحيحاً من غيره، اهـ۔ كذا في تدريب الراوي، فهذا الحديث لا ينزل عن درجة الحسن، وأما علة ضعف عبد الرحمن بن اسحاق فقد عرفت ارتفاعها بقول العجلي: أنه جائز الحديث يكتب حديثه، على أنه قد تأيد بشواهد كما قال ابن حزم۔ (1)

نیز نصب الراية میں ہے:

قال الزيلعي: واعلم أن لفظ السنة يدخل في المرفوع عندهم، قال ابن عبد البر في "التقصي": واعلم أن الصحابي إذا أطلق اسم السنة فالمراد به سنة النبي ﷺ الخ۔ (2)

حضرت علی رضی اللہ عنہ کا یہ فرمان حدیث مرفوع کے حکم میں ہے، اور حافظ ابن عبد البر فرماتے ہیں کہ صحابی جب لفظ سنت استعمال فرماتے ہیں تو اس سے حضور اکرم ﷺ کی سنت مراد ہوتی ہے۔

ابوداؤد کی اس روایت کے متعلق حافظ شمس الحق عظیم آبادی فرماتے ہیں:

قال العلامة: عن أبي جحيفة أن علياً قال السنة الخ: واعلم أن حديث علي هذا لا يوجد في بعض نسخ أبي داؤد، ولكنه ثابت في نسخة ابن الأعرابي وغيرها۔ قال الحافظ جمال الدين المزي في "تحفة الأشراف في معرفة الأطراف" أن حديث "من السنة وضع الكف على الكف في الصلاة تحت السرة" أخرجه أبو داؤد عن محمد بن محمود عن حفص بن غياث بن عبد الرحمن بن اسحاق عن زياد بن زيد عن وهب بن عبد الله أبي جحيفة السوائي، عن علي، لكن هذا الحديث واقع في رواية أبي سعيد الأعرابي وابن داسة وغيره واحداً عن أبي داؤد، ولم يذكره أبو القاسم، اهـ۔ (3)

(1) اعلاء السنن: ۲/۲۸۲-۲۸۳

(2) نصب الراية: ۱/۳۹۳، مکتبہ دارالایمان، سہانفور، عمدۃ القاری: ۵/۲۷۹

(3) عون المعبود علی سنن ابی داؤد، کتاب الصلاة، باب: وضع الیمنى علی الیسری فی الصلاة،

ص: ۵۰، بیت الافکار الدولیہ، ریاض

یہ حدیث ابوداؤد کے بعض نسخوں میں نہیں ہے، لیکن ابن الاعرابی وغیرہ کے نسخوں میں ثابت ہے۔ حافظ جمال الدین بن مزی رحمہ اللہ نے فرمایا کہ یہ روایت بالسند ابوداؤد سے ابن الاعرابی اور ابن داسہ کی روایت میں ہے۔

حضرت ابو ہریرہؓ کی مرفوع روایت

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں:

قال أبو هريرة رضي الله عنه: أخذ الكف على الكف في الصلاة تحت

السرة. (1)

نماز میں ہتھیلی کا ہتھیلی پر ناف کے نیچے باندھنا (سنت) ہے۔

اس روایت سے مرفوعاً ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ثابت ہو جاتا ہے، گو کہ روایت کی سند میں کمی ہے، لیکن دوسرے طرق اس پر شاہد ہیں اور علامہ ابن سیرینؒ فرماتے ہیں: أنه كان إذا حدث عن أبي هريرة رضي الله عنه عن النبي صلى الله عليه وسلم كل

حديث أبي هريرة عن النبي صلى الله عليه وسلم. (2)

حضرت ابو ہریرہؓ کی تمام احادیث نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سے مرفوعاً ثابت ہیں۔

حضرت امام نخعیؒ کا اثر

حضرت ابراہیم نخعیؒ فرماتے ہیں:

يضع يمينه على شماله في الصلاة تحت السرة. (3)

(1) رواه ابوداؤد، حديث: ۷۵۸

(2) شرح معانی الآثار: ۲/۱، دار الكتب العلمية، بيروت، و ۱/۱، مكتبة دار السلام، سہارنپور،
اعلاء السنن: ۲/۲۸۳، دار الفکر، بيروت

(3) مصنف ابن ابی شیبہ: ۱/۳۹۱، آثار السنن: ۱/۷۱، وقال النيموي: اسنادہ حسن، اعلاء السنن:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے دائیں ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھتے تھے۔

اس روایت کی سند بھی حسن ہے اور یہ ایک بڑے تابعی کا قول ہے، اس لیے ہمارے نزدیک حجت ہے، جبکہ اس کی تائید دیگر احادیث سے بھی ہو رہی ہے۔

قال العثماني: قول التابعي، وان لم يكن حجة عند الجمهور، ولكنه حجة عندنا معشر الحنفية على الأصح، إذا كان تابعياً كبيراً أظهرت فتواه في زمن الصحابة۔ (1)

ایک اور قابلِ اعتماد روایت

حضرت حجاج بن حسان فرماتے ہیں:

سمعت أبا مجلز أو سألته قال، قلت: كيف يضع؟ قال: يضع باطن كف يمينه على ظاهر كف شماله، ويجعلهما أسفل من السرة۔ (2)

میں نے حضرت ابو مجلز سے سنایا ان سے دریافت کیا کہ (رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں اپنے ہاتھ) کیسے رکھتے تھے؟ تو انہوں نے فرمایا: اپنے دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے اندرونی حصہ کو اپنے بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت کے ظاہری حصہ پر رکھتے تھے اور ان دونوں کو ناف کے نیچے باندھ لیتے تھے۔

اس کی سند عمدہ اور تمام راوی قابلِ اعتماد ہیں۔

كذافي فقه الحنفی وأدلته: اسنادہ جید، ورواہ كلهم ثقات۔ (3)

وفي إعلاء السنن: قال العلامة ابن التركماني: ومذهب أبي مجلز الوضع أسفل السرة، حكاها عنه أبو عمر في التمهيد، وجاء ذلك عنه بسند

(1) إعلاء السنن: ۲/۲۸۱

(2) مصنف ابن أبي شيبة: ۱/۳۹۱، باب وضع اليمين على الشمال، إعلاء السنن: ۲/۲۸۱

(3) ۱/۷۶، دار الكتب العلمية، بيروت

جید، ۱ھ۔ ثم ساق هذا الإسناد وعلقه أبو داود، فقال: قال أبو مجلز: ”تحت السرة“ ۱ھ۔ (1)

ہم نماز میں ہاتھ ناف کے نیچے

اس لیے باندھتے ہیں!

حنفیہ کے دلائل اور اس سے قبل مخالفین کے دلائل اور ان دونوں کا حال پڑھ کر آپ کو اندازہ ہو گیا ہوگا کہ ہم حنفی، نماز میں ہاتھ، ناف کے نیچے کیوں باندھتے ہیں؟ علامہ ابن قدامہ مقدسیؒ اس کی اپنے الفاظ میں اس وضاحت فرماتے ہیں:

(قال: ويجعلهما تحت سرتہ): اختلف الرواية في موضع وضعهما، فروى عن أحمد، أنه يضعهما تحت سرتہ۔ روى ذلك عن علي، وابن هريرة، وأبي مجلز، والنخعي، والثوري، وإسحاق، لما روى عن علي رضي الله عنه، قال: من السنة وضع اليمين على الشمال تحت السرة۔ رواه الإمام أحمد وأبو داود۔ وهذا ينصرف إلى سنة النبي ﷺ ولأنه قول من ذكرنا من الصحابة۔ (2)

ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کی روایت حضرت علی رضی اللہ عنہ، حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ، حضرت ابو مجلز علیہ الرحمہ، ابراہیم نخعی علیہ الرحمہ، سفیان ثوری علیہ الرحمہ، اور اسحاق بن راہویہ علیہ الرحمہ سے مروی ہے، چونکہ حضرت علی رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ”دائیں ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر ناف کے نیچے رکھنا سنت میں سے ہے۔“ جیسا کہ امام احمد ابن حنبل اور ابو داود نے روایت کیا ہے۔ اس سے مراد حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت ہے۔

ابوحنیفہ عصر کا فیصلہ

یہ وہ دلائل ہیں جن سے استدلال کر کے ہم ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو سنت و مستحب گردانتے ہیں، لیکن محض اس کے خلاف کرنے پر کسی کو ملامت نہیں کرتے، جیسا کہ قطب عالم حضرت مولانا رشید احمد صاحب گنگوہی نور اللہ مرقدہ فرماتے ہیں: ”فوقِ ناف و زیرِ ناف دونوں طرح ہاتھ باندھنا، اگر از روئے دیانت ہو تو جائز ہے، اور اگر ہوئے نفسانی (کی وجہ) سے (ایسا) کرے گا، تو ناجائز ہے۔ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا مستحب ہے اور اس مسئلہ میں خلاف امام شافعی صاحب کا ہے، وہ ناف کے اوپر (ہاتھ باندھنا) مستحب فرماتے ہیں۔ اگر کسی نے ناف کے اوپر ہاتھ باندھ لیے تو اتنی حرکت سے (کوئی) غیر مقلد نہیں ہوتا (اور نہ ہی ہمیں اس سے کوئی شکوہ ہے، ہمیں تو شکایت ان حضرات سے، جو مذکورہ بالا دلائل کے باوجود ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے کو خلاف سنت کہتے ہیں)۔ (1)

مسئلہ میں توسع ہے

معلوم ہوا کہ اس مسئلہ میں وسعت ہے، جیسا کہ امام ترمذی علیہ الرحمہ کا ارشاد گرامی ہے:

والعمل علیٰ هذا عند أهل العلم من أصحاب النبی ﷺ والتابعین، ومن بعدهم یرون أن یضع الرجل یمینہ علی شمالہ فی الصلاة، ورأی بعضهم أن یضعها فوق السرة، ورأی بعضهم أن یضعها تحت السرة، وکل ذالک واسع عندهم۔

(1) فتاویٰ رشیدیہ: ۳۰۸-۳۰۹، ایم ایس پبلیشرز، دیوبند و تالیفات رشیدیہ: ۲۶۳، مکتبۃ الحق، ممبئی

(2) ترمذی: ۵۹/۱، مکتبہ دار السلام، سہارنپور

حضرات صحابہؓ، تابعینؓ اور بعد کے اہل علم کا خیال ہے کہ نماز کی حالت میں آدمی دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ پر رکھے۔ اب بعض حضرات کا خیال ہے کہ ناف کے اوپر رکھے اور بعض کی رائے ہے کہ ناف سے نیچے رکھے۔

الغرض! ان حضرات کے نزدیک اس مسئلہ میں کشادگی اور وسعت کا پہلو ہے۔

عورتوں کے متعلق حکم

نماز میں حالت قیام میں ہاتھ کہاں باندھے جائیں؟ اس سلسلہ میں مرد کے حق میں تو اختلاف ہے، مگر عورتوں کے حق میں سب متفق ہیں کہ سینہ پر ہاتھ باندھے جائیں۔

أما في حق النساء فاتفقوا على أن السنة لهن وضع اليدين على الصدر. (1)
علامہ ابن نجیم مصریؒ فرماتے ہیں:

المرأة: فإنها تضع على صدرها، لأنه استر لها، فيكون في حقها أولى. (2)
عورت اپنے سینہ پر ہاتھ باندھے گی، کیوں کہ اس میں پردہ زیادہ ہے، لہذا اس کے حق میں یہی بہتر ہے۔

حضرت ابن جریجؒ سے روایت ہے:

عن ابن جريح عن النبي ﷺ قال.

میں نے حضرت عطاءؒ سے دریافت کیا:

قلت: لعطاء رضي الله عنه تشير المرأة بيداها بالتكبير كالرجل؟

کیا عورت تکبیر تحریمہ کے وقت اپنے ہاتھوں سے مردوں کی طرح اشارہ کرے گی؟
انھوں نے فرمایا:

لا ترفع بذلك يديها كالرجل، وأشار فخفض يديه جداً وجمعهما

(1) السعایہ: ۱۵۶/۲

(2) البحر الرائق: ۱/۵۲۹، دار الکتاب، دیوبند، وانظر اعلاء السنن: ۲/۲۸۸

جداً، وقال إن للمرأة هيئة ليست للرجال وإن تركت ذلك فلا حرج. (1)
نہیں، مردوں کی طرح ہاتھ نہیں اٹھائے گی، پھر خود کر کے بتلایا اور اپنے ہاتھوں
کو خوب پست کیا اور بہت جمع کر کے رکھا اور فرمایا: عورت کی ہیئت مرد کی طرح نہیں
ہوتی۔ الخ

اس اثر سے ثابت ہوتا ہے کہ عورت ہاتھوں کو جمع کر کے رکھے گی اور جمع کرنا سینے
پر ہاتھ رکھنے میں ہے، نہ کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنے میں۔

جرح کے واسطے سے حضرت عطاءؓ سے روایت ہے:

تجمع المرأة يديها في قيامها ما استطاعت. (2)

عورت، حالتِ قیام میں جہاں تک ممکن ہو، ہاتھوں کو جمع رکھے۔

خاتمہ

اللہ سبحانہ و تعالیٰ کے حضور دست بدعا ہوں کہ اس خالص دینی و علمی کاوش کو قبول
فرمائے، اسے امت کی اصلاح و اتحاد کا باعث بنائے، ہمارے لیے دنیا و آخرت میں
سرخ روئی کا ذریعہ فرمائے، اور مؤلف، مؤلف کے والدین، اعزہ و اقارب، اساتذہ
و مشائخ نیز تمام مجبین و معاونین کے لیے نجات کا ذریعہ بنائے۔ آمین یا رب
العالمین بجاہ سید الانبیاء والمرسلین

اللہم أرنا الحق حقاً وارزقنا اتباعه، وأرنا الباطل باطلاً وارزقنا اجتنابه

العبد ندیم احمد انصاری غفرلہ ولوالدیہ

خادم الفلاح اسلامک فاؤنڈیشن، انڈیا و مدرسہ نور محمدی، ممبئی

۷ ربیع الآخر، ۱۴۳۳ھ

(1) المصنف لابن ابی شیبہ: ۲۴۸۹، دارالقبلہ، والمصنف لعبد الرزاق: ۵۰۶۶، المكتبة الاسلامی، بیروت

(2) المصنف لعبد الرزاق: ۵۰۶۷، المكتبة الاسلامی، بیروت

مصادر و مراجع

- (۱) القرآن الکریم
- (۲) صحیح البخاری از امام محمد بن اسماعیل بخاری رحمۃ اللہ علیہ
- (۳) سنن ابی داؤد از امام ابو داؤد سلیمان اشعث رحمۃ اللہ علیہ
- (۴) دارقطنی از امام علی بن عمر دارقطنی رحمۃ اللہ علیہ
- (۵) جمع الفوائد از علامہ محمد بن سلیمان رودانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۶) الفقہ علی مذاہب الاربعہ از علامہ عبد الرحمن الجزیری رحمۃ اللہ علیہ
- (۷) المدونۃ الکبریٰ از امام مالک بن انس رحمۃ اللہ علیہ
- (۸) گلدستہ تفاسیر از مولانا عبد القیوم مہاجر مدنی
- (۹) نصب الرایہ از علامہ جمال الدین زیلعی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۰) فقہ الاسلامی وادلتہ از الدکتور وہبۃ الزحیلی مدظلہ
- (۱۱) تبیین الحقائق از علامہ عثمان بن علی زیلعی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۲) ہدایہ از علامہ برہان الدین مرغینانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۳) خزائنہ الفقہ از علامہ سمرقندی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۴) تاتارخانیہ از علامہ فرید الدین دہلوی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۵) مراقی الفلاح از علامہ حسن بن علی شرنبلانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۶) بدائع الصنائع از علامہ علاؤ الدین کاسانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۷) نیل الاوطار از علامہ محمد بن علی بن محمد شوکانی رحمۃ اللہ علیہ
- (۱۸) سبل السلام از علامہ محمد اسماعیل امیر صنعانی رحمۃ اللہ علیہ

(۱۹) اعلاء السنن از مولانا ظفر احمد عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۰) صحیح ابن خزیمہ از امام ابو بکر محمد بن اسحاق بن خزیمہ رحمۃ اللہ علیہ

(۲۱) فقہ الحدیث از حافظ عمر ان ایوب لاہوری

(۲۲) ادلۃ کاملہ از مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۳) ایضاح الادلہ از مولانا محمود الحسن دیوبندی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۴) تقریب التہذیب از شیخ محمد بن ابراہیم شقرہ

(۲۵) آثار السنن از علامہ محمد ظہیر احسن شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۶) التعليق الحسن از علامہ شوق نیموی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۷) المغنی از علامہ ابن قدامہ مقدسی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۸) فتاویٰ رشیدیہ از رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

(۲۹) تالیفات رشیدیہ از مولانا رشید احمد گنگوہی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۰) فتح الباری از حافظ ابن حجر عسقلانی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۱) اعلام الموقعین از علامہ ابن قیم رحمۃ اللہ علیہ

(۳۲) معارف القرآن از مفتی محمد شفیع عثمانی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۳) تفسیر ابن کثیر از علامہ عماد الدین ابن کثیر رحمۃ اللہ علیہ

(۳۴) روح المعانی از علامہ محمود آلوسی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۵) تفسیر مظہری از قاضی ثناء اللہ پانی پتی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۶) المجموع شرح المہذب از امام ابو زکریا حیی بن شرف

النووی رحمۃ اللہ علیہ

(۳۷) انوار البیان از مفتی عاشق الہی بلند شہری رحمۃ اللہ علیہ

(۳۸) احکام القرآن از علامہ ابو بکر جصاص رحمۃ اللہ علیہ

۳۹) معجم مفردات القرآن از علامہ راغب اصفہانی رحمۃ اللہ علیہ

۴۰) مسند احمد ابن حنبل از امام احمد ابن حنبل رحمۃ اللہ علیہ

۴۱) سنن ابن ماجہ از امام محمد بن یزید قزوینی رحمۃ اللہ علیہ

۴۲) سنن ترمذی از امام ابو عیسیٰ ترمذی رحمۃ اللہ علیہ

۴۳) مراسیل ابی داؤد از امام ابو داؤد سلیمان اشعث رحمۃ اللہ علیہ

۴۴) المنجد مع ضمیمہ جدیدہ از مولانا محمد اسلام قاسمی مدظلہ

۴۵) القاموس الوحید از مولانا وحید الزمان کیرانوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۶) مصباح اللغات از مولانا عبد الحفیظ بلیاوی رحمۃ اللہ علیہ

۴۷) ایضاح البخاری از مولانا سید فخر الدین احمد رحمۃ اللہ علیہ

۴۸) نصر الباری از مولانا محمد عثمان غنی رحمۃ اللہ علیہ

۴۹) مصنف ابن ابی شیبہ از امام ابو بکر محمد بن ابی

شیبہ رحمۃ اللہ علیہ

۵۰) بذل المجہود از مولانا خلیل احمد سہارنپوری رحمۃ اللہ علیہ

۵۱) تحفۃ الاحوذی از مولانا عبد الرحمن مبارکپوری رحمۃ اللہ علیہ

۵۲) عمدۃ الرعاہ از مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۳) عون المعبود از مولانا شمس الحق افغانی رحمۃ اللہ علیہ

۵۴) شرح معانی الآثار از امام ابو جعفر طحاوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۵) السعایہ از مولانا عبد الحی لکھنوی رحمۃ اللہ علیہ

۵۶) البحر الرائق از علامہ ابن نجیم مصری رحمۃ اللہ علیہ

۵۷) مصنف عبد الرزاق از امام عبد الرزاق رحمۃ اللہ علیہ

۵۸) شیخ اسعد صاغر جی